نومسلم خواتین کے بارہ میں

عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کا خیر مقدم

محمد اعجاز مصطفیٰ

اسلام انسان کو ادبار و زوال کی پستیوں سے اٹھا کر رفعت و بلندی عطا کرتا ہے۔ اسلام عزتِ نفس اور عظمتِ آدمیت کا درس دیتا ہے۔ اسلام خدائے واحد کی بندگی کی طرف بھی اس لئے بلاتا ہے تاکہ انسان ایک در پر اپنی جبینِ نیاز جھکا کر کائنات کی تمام مخلوقات کے مقابلہ میں سربلند ہوجائے۔ اسلام کی نگاہ میں انسان من حیث الانسان اپنی ظاہری صورت اور باطنی خصوصیات کے اعتبار سے کائنات کی ایک محترم ومکرم ہستی ہے، جس کے عز وشرف اور فضیلت و بزرگی کا مقابلہ دنیا کی کوئی مخلوق اور کوئی قوت نہیں کرسکتی۔

مرد اور عورت جنسِ انسان ہی کی دو انواع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت وراہبری کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ اگرچہ مردوں میں رکھا تھا، لیکن جنس انسان کی دوسری نوع بھی احکاماتِ الٰہی کے نفاذ، استحکام اور عملی جدوجہد کے نتیجہ میں قید وبند کی صعوبتوں کے برداشت کرنے اور مشکلات جھیلنے میں مردوں سے پیچھے نہیں رہی۔

دین حق کے شرف ومجد اور رفعت وبلندی کے لئے صنفِ نازک کی قربانیاں سرمدی اور لازوال ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہلیہ حضرت ہاجرہؓ، فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ یوخاند، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مطہرہ حضرت مریم صدیقہؓ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ، حضرت زنیرہؓ اور ان کے علاوہ کئی عظیم معززات اور محترمات خواتین ہیں جنہوں نے اپنے اپنے دور اور اپنے اپنے انداز میں دین حق کے لئے عظیم قربانیوں کی داستان قرطاسِ دنیا پر رقم کی۔ ان مقبولاتِ الٰہی کی متبعات اور آج کے دور میں ان کی عملی تصویر کا نمونہ اور اسوہ، امریکی قید میں محبوس مظلومہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی حفظہا اللہ اور عدالتی حکم پر ''اسلامی'' جمہوریہ پاکستان کے شیلٹر ہوم میں بھیجی جانے والی محترمہ فریال شاہ، محترمہ حلیمہ اور ڈاکٹر حفصہ سلمھن اللہ تعالیٰ ہیں۔

حال یہ ہے کہ آج یورپ، امریکہ، افریقہ، حتیٰ کہ ہندوستان میں اسلام قبول کرنا ممکن اور آسان ہے، لیکن اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلام قبول کرنا جرم اور سنگین گناہ شمار کیا جارہا ہے، اس لئے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے وجود کو برداشت نہ کرنے والے شیوسینا تنظیم کے سربراہ بال ٹھاکرے کی پوتی ڈاکٹر نہا ٹھاکرے اسلام قبول کرتی ہے تو اس پر کوئی ردعمل نہیں ہوتا، افغانستان میں چند دن طالبان کی قید میں رہنے والی برطانوی صحافی یوآنے رڈلی طالبان کے اخلاق سے متأثر ہوکر اسلام قبول کرتی ہے تو اس پر شور نہیں ہوتا، ٹونی بلیئر کی سالی نے اسلام قبول کیا تو اس کا میڈیا ٹرائل نہیں کیا گیا، امریکی گلوکارہ مسلمان ہوئی تو اس کو کسی نے شیلٹر ہوم نہیں بھیجا۔ ایک صحافی بھائی کے بقول پچھلے سال پانچ ہزار سے زائد یورپین مرد وخواتین اسلام کے دائرہ میں آئے، لیکن وہاں کسی نے ان سے تند وترش سوالات نہیں کئے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ پاکستان میں ایسا کیوں ہے؟ اس ملک میں فریال شاہ، محترمہ حلیمہ اور ڈاکٹر حفصہ صاحبہ اسلام قبول کرتی ہیں تو ان کا میڈیا ٹرائل کیوں کیا جاتا ہے؟ ان سے تند وتلخ سوالات کی بوچھاڑ کیوں کی جاتی ہے؟ انہیں ایک مسلمان ملک میں ان کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا حق کیوں نہیں دیا جاتا؟ شاید ان دو بچیوں کا ''جرم عظیم'' یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں باہوش وحواس اسلام قبول کیوں کیا؟ ہمارے بعض سیاست دانوں اور میڈیا کے مخصوص دانشوروں کو اعتراض ہے کہ انہوں نے اس ملک میں جہاں صدر، وزیر اعظم، گورنر، وزیر اعلیٰ، اراکین سینیٹ، اور اراکین قومی وصوبائی اسمبلی سے اسلام کی پاسداری کا حلف لیا جاتا ہے، جہاں کہا جاتا ہے کہ اس ملک کا سپریم لا قرآن وسنت ہوگا اور کہا جاتا ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوسکتی، اس ملک میں ہندوازم چھوڑ کر اپنی رضا ورغبت سے اسلام کیوں قبول کیا؟ إنّاللّٰہ وإنّاإلیہ راجعون۔

آزادیٔ نسواں اور انسانی حقوق کی چیمپئن بننے والی این جی اوز، اب محترمہ فریال شاہ، محترمہ حلیمہ اور ڈاکٹر حفصہ صاحبہ کے بارہ میں کیوں خاموش ہیں؟ اور جب فریال نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا، اپنی پسند کی شادی کی اور ۱۱ مارچ ۲۰۱۲ء کو پریس کانفرنس میں کلمہ طیبہ سے آغاز کرنے کے بعد واضح الفاظ میں کہا کہ میں اپنے ضلع کی دو عدالتوں اور ہائی کورٹ سکھر بینچ میں اپنے بیانات ریکارڈ کرا چکی ہوں تو میڈیا میں اس کی شنوائی کیوں نہیں ہورہی؟ صرف اس بنا پر کہ انہوں نے اسلام قبول کیا ہے؟ اگر یہ مسلمان ہوتی اور اپنے ماں، باپ، بہن، بھائیوں کو چھوڑ کر اور گھر سے بھاگ کر کہیں پسند کی شادی رچالیتی تو ان کے ساتھ وہ کچھ نہ ہورہا ہوتا جو آج ان کے ساتھ ہورہا ہے، بلکہ حقوق نسواں کے نام پر کام کرنے والی تنظیمیں، این جی اوز اور ''آزاد میڈیا'' ان کا پشت پناہ ہوتا۔ اور اگر اس وقت کوئی ان کے خلاف مزاحم ہوتا، چاہے وہ ان کا باپ، چچا، دادا اور بھائی کیوں نہ ہوتا تو اُنہیں بنیاد پرست، انتہاپسند، دقیانوس، عورتوں کی آزادی کے مخالف اور پتہ نہیں کیا کچھ ''القابات'' او ''اعزازات'' سے نوازا جاتا۔ عوامی تأثر یہ ہے کہ ہندو برادری، این جی اوز اور

میڈیا کسی کی ہدایات اور شہ پر یہ ناروا واویلا اور شور وغوغا کررہے ہیں اور سیاسی پنڈت اپنے ووٹوں کے لالچ میں ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ کیونکہ ۱۱مارچ ۲۰۱۲ء کو فریال شاہ پریس کانفرنس کرتی ہیں اور ۱۲مارچ ۲۰۱۲ء کو امریکی رکن کانگریس خط کے ذریعہ صدرِ پاکستان جناب آصف علی زرداری پر زور دیتا ہے کہ وہ پاکستان میں ہندو لڑکیوں کے مذہب تبدیل کرنے کے حوالہ سے معاملات کا جائزہ لیں اور ان کو ہر ممکن تحفظ فراہم کریں۔ لیجئے! روزنامہ اسلام کراچی ۱۶مارچ کی یہ خبر پڑھئے:

''واشنگٹن (مانیٹرنگ ڈیسک)..... بھارتی خبررساں ادارے کے مطابق کیلیفورنیا سے امریکی رکن کانگریس براڈ شومین نے ۱۲مارچ ۲۰۱۲ء کو ایک خط کے ذریعہ صدر زرداری پر زور دیا کہ وہ پاکستان میں اقلیتوں کے تحفظ کو یقینی بنائیں، خصوصاً حالیہ دنوں میں ہندو لڑکی کے مذہب تبدیلی کے معاملہ کا نوٹس لے کر ذمہ داران کو احتساب کے کٹہرے میں لائیں، انہوں نے اپنے خط میں مزید کہا کہ واقعہ کے خلاف ایکشن لے کر لڑکی کو بحفاظت اس کے خاندان کے حوالے کیا جائے''۔ (روزنامہ اسلام کراچی ۱۶مارچ ۲۰۱۲ء)

ہندو برادری کو سوچنا چاہئے کہ عاقلہ، بالغہ اور تعلیم یافتہ بچیاں اپنی رضا ورغبت اور اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تمام شرعی وقانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہوگئی ہیں تو انہیں ڈرانا، دھمکانا، یا دارالامان بھیج دینا کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔ اور جب انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد نکاح کرلیا ہے تو ان کو ان کے خاوند کے ساتھ رہنے کی اجازت ہونی چاہئے، کیونکہ یہ شرعاً، قانوناً اور اخلاقاً اُن کا حق ہے۔ این جی اوز اور ہندو برادری کے ناجائز پروپیگنڈہ سے متأثر بعض سیاست دانوں اور میڈیا کے ''باخبر'' اینکرز کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ لاریب اور مقدس کتاب قرآن کریم کا حکم ہے:

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَاءَکُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُھَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْھُنَّ، اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِھِنَّ، فَاِنْ عَلِمْتُمُوْھُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَاتَرْجِعُوْھُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ، لَاھُنَّ حِلٌّ لَّھُمْ وَلَاھُمْ یَحِلُّوْنَ لَھُنَّ''۔ (الممتحنہ:۱۰)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں (دارالحرب سے) ہجرت کرکے آئیں، تو تم ان کا امتحان لے لیا کرو، ان کے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے، پس اگر ان کو (اس امتحان کی رو سے) مسلمان سمجھو تو ان کو کفار کی طرف واپس مت کرو، (کیونکہ) نہ تو وہ عورتیں ان کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کے لئے حلال ہیں''۔

اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر جب مشرکین مکہ سے صلح کرنا چاہی تو صلح نامہ میں منجملہ اور شرائط کے جو صلح نامہ میں لکھی گئی تھیں، ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص

مسلمانوں میں سے کافروں کی طرف چلا جائے تو وہ مسلمانوں کو واپس نہ دیا جائے اور جو شخص کافروں میں سے مسلمانوں کی طرف چلا جائے کفار کو وہ واپس دے دیا جائے۔ چنانچہ بعض مسلمان مرد آئے اورانہیں کفار کی طرف واپس کردیا گیا، پھر بعض عورتیں مسلمان ہوکر آئیں، ان کے مشرکین اقارب نے ان کی واپسی کی درخواست کی، اس پر یہ آیتیں مقام حدیبیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں، جن میں عورتوں کے واپس کرنے کی ممانعت کی گئی۔ اس لئے قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے محترمہ فریال صاحبہ، محترمہ حلیمہ صاحبہ اور ڈاکٹر حفصہ صاحبہ اہل ایمان کی مؤمنہ بہنیں ہیں اوران بہنوں کی حفاظت کرنا ہر مسلمان اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی کہا ہے کہ حکومت نومسلم خواتین کوتحفظ دے، انہیں ان خواتین کو دوبارہ کفر اختیار کرنے کے لئے دباؤ پر شدید تحفظات ہیں، انہوں نے حکومت، انتظامیہ اور عدلیہ سے کہا ہے کہ اسلام قبول کرنے والوں کے بنیادی حقوق کوتحفظ فراہم کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں متفقہ طور پر منظور کی جانے والی قرارداد کا متن ملاحظہ ہو:

> ''اسلام آباد (نمائندہ ایکسپریس) اسلامی نظریاتی کونسل نے اسلام قبول کرنے والے افراد خصوصاً عورتوں کوحکومت کی طرف سے تحفظ فراہم نہ کرنے پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک میں رہنے والے ہر مسلمان شہری کوتحفظ فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے، اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی کی زیرصدارت اجلاس میں ایک متفقہ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ پاکستان اسلامی ریاست ہے اور آئین کے تحت انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ ملک میں اسلامی تعلیمات کوفروغ دینے اورشہریوں کے تحفظ کے پابند ہیں اور ہرشہری کواپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق حاصل ہے، حال ہی میں مسلمان ہونے والے افراد کو ہراساں کیا گیا اورحکومت نے ان کوکوئی تحفظ فراہم نہیں کیا جوافسوسناک ہے، اسلام قبول کرنے والے افراد کونہ صرف ہراساں کیا گیا، بلکہ لادین قوتوں نے انہیں اسلام چھوڑنے اور دوبارہ کفر کواختیار کرنے کے لئے بھی دباؤ ڈالا، قرارداد میں پارلیمنٹ اورریاست کے دوسرے اداروں سے مطالبہ کیا گیا کہ اسلام قبول کرنے والے افراد کے بنیادی حقوق کوتحفظ فراہم کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں''۔ (روزنامہ ایکسپریس، کراچی، ۲۸ مارچ ۲۰۱۲ء)

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ انتظامیہ اور اربابِ اقتدار اسلامی نظریاتی کونسل کے فورم پر متفقہ طور پر پاس کی جانے والی قرارداد کواہمیت دیتے اور سنجیدگی سے اس پر عمل درآمد کرانے کی کوشش کرتے، الٹا اخبارات میں یہ بیان داغا گیا کہ غیرمسلموں کومسلمان ہونے سے روکنے کے لئے حکومت نے قانون سازی کا فیصلہ کرلیا ہے اور اقلیتی وفد جلد وزیرداخلہ سے ملاقات کرکے اپنے

تحفظات اور قانون سازی کے حوالہ سے اُنہیں آگاہ کرے گا۔ حکومت کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ غیر مسلموں کے اسلام لانے کے حالیہ واقعات سے پاکستانی قوم کے بارہ میں عالمی سطح پر کوئی اچھا تأثر قائم نہیں ہو رہا۔ مزید تفصیل روزنامہ اسلام کی اس خبر میں ملاحظہ ہو:

''کراچی (رپورٹ: عبدالجبار ناصر) حکومت میں شامل اتحادی جماعتوں نے تحفظِ اقلیتی بل کے نام پر مذہب کی تبدیلی کے حوالہ سے قانون سازی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس حوالہ سے اقلیتی رہنماؤں کا ایک وفد جلد وفاقی وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک سے ملاقات کر کے اپنے تحفظات اور اس بل کی افادیت کے حوالہ سے آگاہ کرے گا۔ ذرائع کے مطابق حالیہ چند ماہ کے دوران اقلیتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے مختلف افراد بالخصوص خواتین اور بچیوں کے اسلام قبول کرنے پر اقلیتی ارکان نے سخت تشویش کا اظہار کیا ہے اور اس حوالہ سے حکومت میں شامل جماعتوں کو اعتماد میں لے کر مذھب کی تبدیلی کے حوالہ سے بل لانے پر راضی کیا ہے، جس کو اقلیتوں کے تحفظ کا بل نام دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ اس بل لانے کا بنیادی مقصد غیر مسلموں کے اسلام لانے کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنا ہے، اس حوالہ سے اقلیتی رہنماؤں نے وفاقی وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک سے ملاقات کا وقت مانگا ہے جنہوں نے اسی ہفتہ انہیں ملنے کے لئے کہا ہے۔ ذرائع نے تصدیق کی ہے کہ رواں ہفتہ کے آخر تک عبدالرحمٰن ملک سے اقلیتی وفد ملاقات کر کے مسلمان ہونے والی خواتین کے حوالہ سے تحفظات کا اظہار کرے گا، جبکہ مبینہ طور پر کی جانے والی قانون سازی کی افادیت سے بھی انہیں آگاہ کرے گا۔ اس متوقع ملاقات کی تصدیق وزیر اعلیٰ ہاؤس میں پریس کانفرنس کے بعد وفاقی وزیر داخلہ نے صحافیوں کے ایک گروپ سے گفتگو کے دوران بھی کی۔ حکومت اور اس کی اتحادی جماعتوں کا دعویٰ ہے کہ غیر مسلموں کی جانب سے اسلام قبول کرنے کے حالیہ واقعات کے بعد عالمی سطح پر پاکستان بالخصوص مسلمانوں کے حوالہ سے اچھا تأثر قائم نہیں ہو رہا اور اس بات کا خدشہ ہے کہ جن خواتین کو مسلمان بنایا گیا ہے ان پر زبردستی کی گئی ہے، اس لئے پاکستان میں اقلیتوں کے تحفظ کے لئے قانون سازی ضروری ہے، تاہم مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کے بعض ارکان نے اس پر سخت تشویش کا اظہار کیا اور اپنی قیادت پر واضح کر دیا کہ الیکشن کے سال میں اس طرح کے کسی بل کی منظوری پارٹی کے لئے مشکلات کا سبب بن سکتی ہے اور جو خواتین مسلمان ہوئی ہیں، ان کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے، عدالت کو ہی فیصلہ کرنے دیا جائے، تاہم مختلف سیاسی جماعتوں میں موجود اقلیتی رہنما اپنی جماعتوں کی قیادت کو قانون سازی کے لئے

راضی کرنے پر سرگرم ہیں۔ اقلیتی ذرائع کا دعویٰ ہے کہ دونوں ایوانوں میں دو تہائی اکثریت اس طرح کا بل منظور کرنے کے حق میں ہے اور ہم جلد قانون سازی کریں گے''۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۱ مارچ ۲۰۱۲ء)

ہم حکومت اور اربابِ اقتدار کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہندو برادری کی مزعومہ ان ناجائز اور ناپاک خواہشات کی تکمیل کے لئے کسی قانون سازی کے بارہ میں سوچنا بھی ہندو مسلم فسادات کے بند دروازے کو کھولنے کے مترادف اور مذہبی اعتبار سے ملکی امن کو تہ و بالا کرنے کا پیش خیمہ ہوگا، اس لئے کہ اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی طرف سے ایسا خوفناک احتجاج اور ردعمل سامنے آئے گا کہ جسے روکنا حکومت کے بس میں شاید مشکل اور ناممکن ہوگا۔

جو مسلمان، چاہے سیاست سے تعلق رکھتے ہوں یا میڈیا سے، اُن سب کو سوچنا چاہئے کہ ان خواتین نے جب اسلام قبول کرلیا ہے اور اس کا اظہار انہوں نے عدالت اور میڈیا میں کردیا ہے، اس کے باوجود آپ کی مہم سے خدانخواستہ یہ خواتین ہندوؤں کے شکنجے میں چلی جاتی ہیں تو آپ بتایئے کہ قرآن کریم کی اس آیت بالا کی رو سے آپ کا کیا مقام ہوگا؟ آپ دائرۂ اسلام میں رہیں گے یا اس سے باہر؟ کیا ہم مسلمانوں کی یہ ایمانی غیرت اور ذمہ داری نہیں بنتی کہ ہم اُنہیں تحفظ دیں؟ اگر خدانخواستہ ان نومسلم خواتین کو ہم نے تحفظ نہ دیا اور کل قیامت کے دن انہوں نے احکم الحاکمین کے دربار عالی میں ہمارے خلاف استغاثہ دائر کردیا تو آپ بتایئے! ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟

اس لئے ہم پھر یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ عدالت محترمہ فریال صاحبہ، محترمہ حلیمہ صاحبہ اور ڈاکٹر حفصہ صاحبہ کے اوپر لگائے گئے الزامات کو مسترد اور اغواء کے جھوٹے کیس کو خارج کرکے ان بچیوں کو دارالامان سے نکال کر انہیں آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی اجازت دے اور انتظامیہ کو ان کی حفاظت کا مناسب بندوبست کرنے کا پابند بنائے۔ پرچہ چھپنے پریس جارہا تھا کہ خبر آئی کہ عدالتِ عظمیٰ نے ان نومسلم خواتین فریال شاہ صاحبہ، ڈاکٹر حفصہ صاحبہ اور محترمہ حلیمہ صاحبہ پر لگائے گئے الزامات کو مسترد کرتے ہوئے انہیں آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کی اجازت دے دی ہے اور سندھ پولیس کو حکم دیا ہے کہ ان نومسلم خواتین کو مکمل تحفظ فراہم کرے۔ عدالتِ عظمیٰ کا یہ فیصلہ قرآن وسنت کے عین مطابق اور پاکستانی قانون کی عمل داری کا آئینہ دار ہے۔

ادارہ بینات عدالتِ عظمیٰ کے اس تاریخی فیصلہ کا خیر مقدم کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ ان شاء اللہ! اس فیصلہ سے اسلام قبول کرنے والوں کو ایک نیا حوصلہ ملے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ان نومسلم بہنوں کو دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے اور کفر کی دلدل میں جکڑی ہوئی دوسری خواتین کے لئے ان کو نمونہ بنائے۔